فکر و نظر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الاسلام هو التوحيد كله

ایک آواز سنائی دی ہے کہ مسلمان کو توحید کی نشر و اشاعت، شرک کی بیخ کنی اور بدعات و لغویات کی تردید کے علاوہ بھی تبلیغ دین کی ضرورت ہے ــــ اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت اور اخلاق و عادات کے لیے بھی اسلامی تعلیمات درکار ہیں ــــ حقوق و فرائض سے ناواقفیت بھی ناگزیر ہے ــــ معاشرت، معیشت اور سیاسیات سے آگاہ ہونا بھی ازبس ضروری ہے ــــ ادھر روس ہماری شہ رگ کو دبائے بیٹھا ہے، اس کے مقابلے کے لیے جہاد کی تیاریوں کی بھی شدید ضرورت ہے ــــ لیکن آپ نے تو صرف توحید، شرک، سنت اور بدعات سے متعلقہ رٹے پٹے مسائل ہی کو موضوعِ سخن بنا رکھا ہے ــــ کیا آپ اپنے طرزِ عمل پر نظرِ ثانی کی زحمت گوارا فرمائیں گے؟

اس سوال نے ہمارے لیے فکر و نظر کی نئی راہیں کھول دی ہیں ــــ چنانچہ ہمارے خیال میں صورتِ حال کچھ یوں ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسلمان کی مثال کھجور کے درخت سے دی ہے[۱] ــــ اور اگر ہم اس مثال کو اسلام پر فٹ کریں تو ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ایمان بمنزلہ بیج کے ہے ــــ

[۱] "عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ مِنَ الشَّجَرَةِ شَجَرَةً لَا يَسْقُطُ وَرَقُهَا، وَإِنَّهَا مَثَلُ الْمُسْلِمِ، فَحَدِّثُوْنِيْ مَا هِيَ؟ فَوَقَعَ النَّاسُ فِيْ شَجَرِ الْبَوَادِيْ ــــ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: وَوَقَعَ فِيْ نَفْسِيْ أَنَّهَا النَّخْلَةُ، فَاسْتَحْيَيْتُ، ثُمَّ قَالُوْا: حَدِّثْنَا مَا هِيَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ هِيَ النَّخْلَةُ." (بخاری، کتاب العلم)

"حضرت عبد اللہ بن عمر رضی بیان کرتے ہیں، (ایک مرتبہ) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

جب یہ بیج پھوٹتا ہے تو اسے ہم کلمہ توحید "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" کے اقرار سے تشبیہ دے سکتے ہیں ـــــ "اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْنِ" کے تحت نماز اس درخت کا تنا ہے، جبکہ دیگر اعمال اس کی شاخیں ہیں ـــــ اور معاملات، حقوق و فرائض، معیشت و معاشرت، تعلیم و تربیت، عدل و انصاف اور سیاست و جہانبانی اس کے مختلف پہلو ہیں۔

اس مثال سے ہمارا مقصود یہ ہے کہ آج اگر اہلِ اسلام اپنی اولاد اور معاشرہ کی بے راہروی سے نالاں، حقوق و فرائض کے پہچاننے سے عاری، معاشی اور معاشرتی ناہمواریوں کا شکار ہوئے ہیں ـــــ اگر ان کی سیاست شتر بے مہار ہو چکی اور اپنی سلامتی کا خطرہ انہیں لاحق ہوا ہے جس کا علاج ڈھونڈنے کی غرض سے وُہ براہِ راست ان کی طرف متوجہ ہونا چاہتے ہیں تو بالفاظِ دیگر ان کی نظریں شاخوں اور پتوں یعنی اس درخت کے مختلف پہلوؤں کی طرف تو اٹھی ہیں ـــــ لیکن جڑیں جو نہ جانے کب کی کھوکھلی ہو چکی ہیں ـــــ جن کے باعث نہ صرف تنا خشک ہوا ہے، بلکہ شاخیں بے رونق اور پتے ویران ہو کر اس حال کو پہنچے ہیں، وُہ اب بھی اس سے اغماض برتنا چاہتے ہیں۔

(صحابہ کرامؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا: "ایک درخت ایسا ہے جس کے پتے نہیں جھڑتے ـــــ اور اس درخت کی مثال مسلمان کی مثال ہے ـــــ بھلا بتائیے تو وُہ کون سا درخت ہے؟" ـــــ اس پر لوگوں (صحابہؓ) نے اپنے جنگلی درختوں کے بارے میں سوچنا شروع کیا ـــــ حضرت عبداللہ بن عمرؓ (راوی حدیث) فرماتے ہیں "میں سمجھ گیا کہ یہ کھجور کا درخت ہے لیکن بتانے میں جھجک مانع ہوئی ـــــ صحابہؓ نے بالآخر کہا، "یا رسول اللہ! آپ ہی بیان فرمائیے، وُہ کونسا درخت ہے؟" رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہ کھجور کا درخت ہے!"

اور قرآن مجید میں ہے:

"اَلَمْ تَرَ کَیْفَ ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا کَلِمَۃً طَیِّبَۃً کَشَجَرَۃٍ طَیِّبَۃٍ اَصْلُہَا ثَابِتٌ وَّ فَرْعُہَا فِی السَّمَآءِ ـ تُؤْتِیْٓ اُکُلَہَا کُلَّ حِیْنٍۢ بِاِذْنِ رَبِّہَا ؕ وَ یَضْرِبُ اللّٰہُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّہُمْ یَتَذَکَّرُوْنَ ـ"

(ابراھیم ۲)

"اے نبیؐ! آپ نے غور فرمایا، کس طرح اللہ تعالیٰ نے پاک کلمے کی مثال ایک پاک درخت سے بیان فرمائی ہے (یہ درخت) ایسا ہے کہ اس کی جڑیں زمین میں گہری جمی ہوئی ہیں اور چوٹی آسمان سے باتیں کر رہی ہے اور اپنے رب کے حکم سے ہر آن پھل لاتا ہے ـــــ اللہ تعالیٰ لوگوں کے لیے اسی طرح مثالیں بیان فرماتے ہیں تاکہ وُہ نصیحت حاصل کریں!"

اسی شجرِ اسلام کے بارے میں کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

نہیں یہ وُہ شجر جس نے کہ پانی سے غذا پائی
صحابہؓ نے پلایا خوں، تب اس نے پرورش پائی
ائمہ دیں بنے مالی تو پھر اس پر بہار آئی
ہوئے ہم ناخلف ایسے کہ اس کی شکل مرجھائی

درخت تو واقعی مُرجھا چکا ـــــ لیکن اس کا باعث وُہ کھوکھلی جڑیں ہیں جو اب پہچانی نہیں جاتیں، کہ یہ کس درخت کی جڑیں ہیں؟ ـــــ تو پھر کیا ان حالات میں شاخوں اور پتوں کی سرسبزی و شادابی کا خیال مضحکہ خیز ہی نہیں؟ ـــــ رہی یہ بات کہ دشمنوں نے اس کی کونپلوں کو کاٹا ہے یا براہِ راست وُہ اس کی جڑوں پر حملہ آور ہوئے ہیں؟ ـــــ اور کیا اغیار نے یہ کام کیا ہے یا اپنوں ہی نے اس کی جڑوں پر آرے چلا دیے ہیں ـــــ اس کی تحقیق تو کسی مورخ و محقق اسلام ہی کا کام ہے ـــــ البتہ اغلب گمان یہی ہے کہ اپنوں نے جب جڑوں کو کھودنا شروع کیا تو اغیار بھی کلہاڑے لے کر آ گئے ـــــ اب حالت یہ ہے کہ دشمنانِ اسلام اس کی موجودہ حالت کو دیکھ کر مطمئن ہو گئے ہیں، اور مسلمان جب جڑوں کا خیال چھوڑ کر، پتوں کی ویرانی پر آہِ سرد کھینچتا، ان کو دیکھ کر کڑھتا اور ان کی سرسبزی و شادابی کی تمنا کرتا ہے، تو اسکی ہر ایسی خواہش پر اعداء اسلام کا ایک عدد قہقہہ فضا میں بلند ہو جاتا ہے!

اَلْاِسْلَامُ هُوَ التَّوْحِيْدُ كُلُّهٗ ؟ ـــــ اسلام پورے کا پورا توحید ہے، جب ہم توحید کی بات کریں گے تو یہ پورے اسلام کی بات ہوگی ـــــ توحید تو وُہ خون ہے جو جسدِ اسلام میں رواں دواں ہے ـــــ ایمانی قوت، جو قلبِ مومن سے حاصل ہوتی ہے، اس خون کو تمام اعضاء جسمانی میں متحرک رکھتی ہے ـــــ اگر یہ خون صالح اور پاکیزہ ہے تو تمام اعضاء دل سے صحیح قوت حاصل کریں گے اور اپنا فعل صحیح طور پر انجام دیں گے ـــــ لیکن اگر یہ خون کفر و شرک کی نجاستوں سے آلودہ ہو جائے یا اس کو متحرک رکھنے والی قوت میں کوئی نقص واقع ہو جائے، تو پورے اعضاء جسمانی اس سے متاثر ہوں گے ـــــ چنانچہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے:

"اِنَّ فِي الْجَسَدِ لَمُضْغَةً اِذَا صَلُحَتْ صَلُحَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ وَاِذَا فَسَدَتْ

فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ ـــــ اَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ!"

کہ "جسم میں ایک لوتھڑا ہے، اگر یہ صحیح رہے تو پورا جسم تندرست رہتا ہے، لیکن اگر یہ مبتلائے فساد ہو جائے تو پورا جسم بگاڑ کا شکار ہو جاتا ہے ـــــ اور یہ (لوتھڑا) دل ہے!"

یہی وجہ ہے کہ ہم توحید کی بات کرتے ہیں ـــــ جب توحید کے موضوع کو چھیڑا جائیگا، شرک کی تردید خود بخود ہو گی ـــــ اور توحید چونکہ سنتِ رسول اللہ کی صورت میں متشکل ہوتی ہے لہٰذا توحید کا ذکر کرتے وقت بدعات ولغویات، کا زیرِ بحث آنا بھی ناگزیر ہے۔ اور چونکہ اسلام پورے کا پورا توحید ہے، لہٰذا یہ کہنا کہ توحید کے علاوہ بھی ہمیں تبلیغ دین کی ضرورت ہے، درست نہیں ہے!

اب ہم امثلہ و تشبیہات سے قطع نظر کرتے ہوئے براہِ راست ان پہلوؤں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں:

سوال میں توحید کے علاوہ جہاد کی تیاریوں کی ضرورت کی طرف بھی توجہ دلائی گئی ہے ـــــ مقامِ غور ہے کہ ایک ہی میدان میں، ایک ایسی تلواروں سے لڑی جانے والی ایک ہی جنگ میں دو جماعتیں باہم متقابل ہیں ـــــ ان دونوں جماعتوں کا تعلق ابنائے آدم سے ہے ـــــ جنگ کے اس منظر میں اگر پہلی جماعت کا ایک فرد دوسری جماعت کے فرد کا سرتن سے جدا کرتا ہے تو مؤرخِ اسلام کا قلم قاتل کو "شقی القلب" کے الفاظ سے یاد کرتا ہے۔ لیکن اگر دوسری جماعت کا کوئی فرد پہلی جماعت کے کسی فرد کا سرنیزے کی انی پر اچھالتا ہے تو یہی مورخ قاتل کو "غازی" کے نام سے موسوم کرتا ہے ـــــ پہلی جماعت کا مقتول اس مؤرخ کی نظروں میں "جہنم رسید" ہے، جبکہ دوسری جماعت کا مقتول صرف اس مؤرخ کی نظروں میں "شہید" ہی نہیں، بلکہ قرآن مجید میں ہے:

"وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَمْوَاتٌ ط بَلْ أَحْيَاءٌ وَّ لٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ"

"اور جو کوئی اللہ کی راہ میں قتل کیا جائے اسے مردہ نہ کہو، بلکہ وہ زندہ ہیں، لیکن جن کی زندگی کا تمہیں شعور نہیں!"

سوال یہ ہے کہ ان ہر دو مقتولین کے سلسلہ میں یہ تفاوت کیوں ہے؟ ـــــ ظاہر ہے

اول الذکر اگر جہنم رسید ہوا تو محض اس لیے کہ وُہ مشرک ہے، اور ثانی الذکر "شہید" صرف اس لیے ہے کہ اس نے کلمۂ توحید کا اقرار کر کے ایمان کو اپنے دل میں جگہ دی ہے ـــــ تو پھر توحید کو بالائے طاق رکھ کر "جہاد"، "جہاد" کیوں کہلائے گا؟ "شہید"، "شہید فی سبیل اللہ" کیونکر کہلائے گا؟ ـــــ توحید کی رُوح کو اگر اس جسم سے نکال دیا جائے گا تو یہی شہید یا تو شہید وطن کہلائے گا یا شہیدِ قوم کہلائے گا اور یا پھر شہیدِ جمہوریت کہلائے گا!

جہاد کی اہمیت بلاشبہ بہت زیادہ ہے، لیکن توحید سے الگ یہ کوئی چیز نہیں، یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے، بلکہ تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام نے پہلے توحید کا آوازہ بلند کیا تھا ـــــ آپؐ نے مکہ کی گلیوں میں تیرہ سال تک صرف توحید کے وعظ کیے تھے اور تلوار مدینہ میں جا کر اٹھائی ـــــ صحابہؓ نے بھی پہلے کلمہ ہی پڑھا تھا اور اس کے بعد ان کے ہاتھ تلوار کے قبضہ کی طرف بڑھے تھے ـــــ اور اگر یہ کہا جائے کہ یہاں کا ماحول مکہ کے ماحول سے مختلف ہے، یہاں بت خانے موجود نہیں، تو ہم عرض کریں گے کہ شرک کی اصل ایک ہے، لیکن اس کی شکلیں بدلتی رہتی ہیں ـــــ ایک شرک وُہ تھا جو مکہ کے بت خانوں میں ہوتا تھا،

ـــــ اور اس ترقی یافتہ دور میں ایک ترقی یافتہ شرک وُہ بھی ہے جو بتخانوں[1] اور مقابر کے علاوہ ایوان ہائے سیاست میں جنم لے رہا ہے ـــــ ایک عوام کا شرک ہے تو دوسرا سیاستدانوں کا ـــــ

ـــــ لیکن سیاستدان وطن پر چادریں چڑھاتے ہیں، قوم پر پھول نچھاور کرتے ہیں ـــــ اور جمہوریت کی خاطر اپنا خون بہانے کو قربانی سمجھتے اور اسے شہادت سے تعبیر کرتے ہیں!

،لیکن سیاستدانوں کا معبود ان کی اپنی خواہشات ہیں، جن کی تکمیل کے لیے وُہ اکثریت کا سہارا لیتے ہیں، کہ اکثریت جو فیصلہ دے گی وُہ قانون بن جائے گا ـــــ لیکن وُہ دینِ اسلام کہ جس کے ہم دعویدار ہیں، جس سے بغاوت کر کے ہی ہم اس اضطراب و کسمپرسی کا شکار ہوئے ہیں، اور اسی لیے اُس کی یاد آج ہمیں ستاتی ہے، اس دین کے شارع اللہ رب العزت نے اپنے کلامِ مبارک میں واضح طور پر

[1] فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے "لَعَنَ اللّٰہُ الْیَهُودَ وَالنَّصَارٰی اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَاءِهِمْ وَصَالِحِیْهِمْ مَسَاجِدَ!"

ارشاد فرمایا:

"قَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ"!

"کہ میرے شکر گزار بندے تو تھوڑے ہی (ہوتے) ہیں!"

نیز فرمایا:

"وَإِن تُطِعْ أَكْثَرَ مَن فِي الْأَرْضِ يُضِلُّوكَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ!"

"اے نبیؐ! اگر آپ اکثریت کے پیچھے چلیں گے تو یہ آپ کو اللہ کی راہ سے دُور کر دیں گے!"

اور اللہ تعالیٰ کے مقرر شدہ قوانین کے علاوہ قوانین ڈھونڈنے والوں کے لیے تنبیہ یُوں فرمائی:

"وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ ـــــ هُمُ الظَّالِمُونَ هُمُ الْفَاسِقُونَ!"

کہ "جس نے اللہ کے قوانین کے مطابق فیصلے نہ کیے، وُہ کافر ہیں، ظالم ہیں اور فاسق ہیں!"

آپ نے دیکھا کہ توحید کو الگ کرنے سے جہاد، جہاد نہ رہا، شہید، شہید نہ رہا اور سیاست صورتِ چنگیزی اختیار کر گئی ـــــ لیکن اگر جسدِ اسلام کو توحید کی رُوح سے محروم نہ کیا جائے تو ہر چیز اپنے اصل مقام پر فِٹ بیٹھتی ہے ـــــ اور یہی ہم چاہتے ہیں، اسی لیے ہم توحید پر زور دیتے ہیں، اسی لیے سنّتِ رسول اللہؐ کی اہمیت کو واضح کرتے ہیں، جس سے ایک طرف شرک کی بیخ کنی ہوتی ہے، تو دوسری طرف بدعات و لغویات کی تردید! جس سے بعض لوگ اس غلط فہمی میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ ہم نے صرف توحید و سنت کو موضوعِ بحث بنا کر باقی تمام امور سے صرفِ نظر کر لیا ہے، جبکہ حقیقت یہ نہیں ـــــ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ـــــ "اَلْاِسْلَامُ هُوَ التَّوْحِيْدُ كُلُّهٗ"!

یہی حال اولاد کی تعلیم و تربیت اور اخلاق و آداب کا ہے ـــــ اس میدان میں بھی بنیادی طور پر ایمانی قوتوں کو متحرک کرنا ضروری ہے، اور یہ توحید و سنت کی اشاعت کے بغیر ممکن نہیں! ـــــ وُہ "نونہالانِ قوم" کہ جو ہوش سنبھالنے سے لے کر تا دمِ آخر، اپنی

پوری زندگی گانے سن سن کر گزار دیتے ہیں ـــــ گندی اور بیجا فلموں سے عشق و محبت، جنسیات اور جرائم کی تربیت حاصل کرتے ہیں، فحش لٹریچر سے جی بہلاتے ہیں ـــــ اخبارات میں ہر صبح چھپنے والے برہنہ سر اور برہنہ لباس عورتوں کے رنگین فوٹو جن کی گرمیٔ نگاہ اور گرمیٔ محفل کا سبب بنتے ہیں ـــــ اور زندگی کے کسی موڑ پر اگر کہیں مذہب سے انہیں واسطہ پڑ بھی جائے، ان کی سفلی خواہشات کی تکمیل اور جنسی جذبات کی تسکین کے بھرپور سامان موجود ہوں، ایسے لوگوں کی براہِ راست تربیت کے لیے خواہ کتنے ہی پاپڑ کیوں نہ بیلے جائیں، نتیجہ وہی ڈھاک کے تین پات رہے گا ـــــ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ ریڈیو، ٹیلیویژن ایسے ذرائع ابلاغ ان کے تعمیرِ اخلاق کا فریضہ سرانجام دیں گے؟ جو انہیں گانے بھی سناتے ہیں اور اخلاق و آداب کے موضوع پر تقریریں بھی! ـــــ یا وُہ اخبارات انہیں راہِ راست پر لانے میں ممد و معاون ثابت ہوسکیں گے جو اس قدر ڈھیٹ واقع ہُوئے ہیں کہ خود ہی یہ خبر چھاپتے ہیں: "اخبارات میں عورتوں کے فوٹو چھاپنے والوں کا سختی سے نوٹس لیا جائے گا!" ـــــ لیکن اسی اخبار کے اسی صفحہ پر کوئی نہ کوئی شرمناک تصویر موجود ہوگی، جبکہ صفحۂ اول نگارخانہ کی تصویر پیش کر رہا ہوگا، لیکن کسی کونے میں اسلامی تعلیمات کا کوئی کالم بھی شاملِ اشاعت ہوگا ـــــ جہاں اخلاق و آداب کا معیار یہ ہو، جہاں صحافت کا منہ یوں کالا کیا جائے ـــــ جہاں اصلاح کو یُوں سرِ بازار رسوا کیا جاتے اور جہاں زہر کا نام تریاق رکھ دیا جائے، وہاں صحت و سلامتی، اصلاحِ احوال اور اخلاق و آداب کی توقع کیونکر کی جاسکتی ہے؎

میر کیا سادہ ہیں کہ بیمار ہوتے جس کے سبب
اسی عطار کے لونڈے سے دوا لیتے ہیں!

کیا ہمارے ان ذرائع ابلاغ کے یہ تربیت یافتگان اور مذہب و ملت عشق کے یہ شیدائی جو گھنگھرو باندھ کر ڈھول کی تھاپ پر ناچتے اور سر دھنتے ہیں، کیا آپ ان سے یہ توقع کر سکتے ہیں کہ مستقبل میں وُہ کسی سنجیدہ سیاست کے متحمل اور کسی پاکیزہ قیادت کا بوجھ اٹھا سکیں گے؟ ـــــ معیشت و معاشرت کے میدانوں اور عدل و انصاف کے ایوانوں میں یہ اپنی عظمتوں کے جھنڈے گاڑیں گے، یا جہاد کے میدانوں میں یہ کارہائے نمایاں انجام دے سکیں گے؟ ـــــ نہیں، بلکہ آپ ان سے یہ توقع بھی نہ رکھیں کہ بڑھاپے کا سہارا

بننا تو کجا، وہ آپ کے ہونٹوں سے پانی کا پیالہ لگائیں گے یا آپ کو ادب و احترام سے مخاطب ہی کریں گے تو پھر حقوق و فرائض کی پہچان کی توقع ان سے عبث ہی نہیں؟ ۔۔۔ سنیئے، اصلاحِ احوال کا ایک ہی طریقہ ہے، اور وہ یہ کہ ان فرزندانِ قوم کا تعلق اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے جوڑ کر ان کی ایمانی قوتوں کو مہمیز کیا جائے ۔۔۔ یہی مفہومِ توحید ہے، اور یہی وہ نسخۂ کیمیا تھا جس نے سرزمینِ عرب کے اخلاقی مریضوں کو صحت و سلامتی کا پیغام دیا تھا ۔۔۔ جُوا، شراب نوشی، زنا، قتل و غارت، قتلِ اولاد، جھوٹ، غرض وہ کونسی برائی تھی جو عربوں میں موجود نہیں تھی، لیکن جب توحید و سنت کے ذریعے ان کا تعلق براہِ راست اللہ رب العزت سے قائم ہو گیا، تو وہ کونسی سعادت تھی جسے انہوں نے اپنی جھولیوں میں نہیں بھر لیا؟ ۔۔۔ شراب ام الخبائث ہے، لیکن اسے یک لخت حرام نہیں کیا گیا، ایک مدت تک مسلمان کلمہ بھی پڑھتے رہے، لیکن شراب بھی پیتے رہے ۔۔۔ نمازیں بھی ادا کرتے رہے لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ بنتِ عنب کو بھی حلق سے اتارتے رہے، تاہم توحید و سنت کے درس کو ایک لمحہ کے لیے بھی فراموش نہیں کیا گیا ۔۔۔ تا آنکہ اس کے ذریعے جب ایمانی قوتیں حدِ کمال کو پہنچیں تو ساغر و مینا کے پرخچے اڑا دینے کو صرف ایک اشارہ کافی اور وافی ثابت ہوا! ۔۔۔ اسلام کے مخاطبینِ اولین کی اصلاح و تربیت کے سلسلہ میں یہ نکتہ اس قدر اہمیت کا حامل ہے کہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں، اگر اس نقطہ کو ملحوظ نہ رکھتے ہوئے انہیں براہِ راست شراب نوشی سے روکنے کی کوشش کی جاتی تو شاید ایک عرب بھی شراب سے دستبردار ہونے کے لیے تیار نہ ہوتا ۔۔۔ پس یہی نسخہ ہم بھی آزمانا چاہتے ہیں!

معیشت و معاشرت تو شجرِ اسلام کے مختلف پہلو ہیں، لیکن ایمان اس کا بیج ہے، بیج تندرست ہوگا تو اس تناور درخت کی سرسبزی و شادابی خود بخود ہی نظروں میں کشش پیدا کرے گی ۔۔۔ جبکہ بیمار بیج یقیناً تباہی اور ویرانی کو دعوت دے گا ۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں اسی حقیقت کی طرف اشارہ فرمایا ہے:

"وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا"

"کہ جس نے ہماری یاد کو بھلا دیا، ہم اس کا جینا دوبھر کر دیں گے!"

۔۔۔ اور یہی حال زندگی کے دوسرے پہلوؤں کا ہے ۔۔۔ یاد رکھیے، اسباب و

ذرائع سے بالا قوت (SUPER POWER) اللہ رب العزت کی ہستی ہے ـــــ اس کارخانۂ حیات میں اسی کی قدرت کارفرما ہے، اور مسلمان کا تو واحد سہارا ہی وہی ہے ـــــ اس سے سچا تعلق ہی ہماری دنیوی و اخروی سعادتوں کا ضامن ہے، اس کی رضا حاصل ہے تو مسلمان ہر میدان کا شہسوار ہے ـــــ جہاد کے میدانوں میں "مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی" کے مصداق زنگ بھری تلواروں سے بھی دادِ شجاعت دے سکتا اور معرکۂ بدر کی یاد تازہ کر سکتا ہے ـــــ سیاست کے میدانوں میں بظاہر انتہائی کڑی شرائط کو تسلیم کر کے بھی "اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا" کی بشارتیں سن سکتا ہے ـــــ اخلاق و آداب کی تربیت گاہوں میں اب بھی "اَللّٰهُ رَبِّيْ لَا اُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا" کی میٹھی لوریوں کی صدائیں ابھر سکتیں اور اس کے خوشگوار نتائج حاصل کیے جا سکتے ہیں ـــــ عدل و انصاف کے ایوانوں میں آج بھی عدالتِ فاروقی کی یاد تازہ ہو سکتی ہے ـــــ ہماری معیشت آج بھی اس قدر مستحکم ہو سکتی ہے کہ زکوٰۃ بانٹنے کے لیے نکلیں تو کوئی مستحق زکوٰۃ نظر نہ آئے ـــــ اور امن و امان کی کیفیت آج بھی یہ رنگ دکھا سکتی ہے کہ تنہا عورت سر پہ سونے کا تھال رکھ کر جنگل عبور کر جائے تو اسے کوئی یہ تک نہ پوچھے، "تو کون ہے اور کہاں کا ارادہ ہے؟" ـــــ لیکن اگر اللہ رب العزت کی رضا حاصل نہیں، اس سے تعلق منقطع ہو چکا اور اس کی اطاعت کی جگہ عصیان و سرکشی نے لے لی ہے، تو مسلمان کو زیر کرنے کے لیے اسلام دشمن طاقتوں کو میدان میں اترنے کی بھی ضرورت نہیں کہ یہ صورتِ حال خود ہی عذابِ خداوندی کو دعوت دے گی اور زندگی کے کسی میدان میں جولانیاں دکھانا تو دور رہا، مسلمان خود زندگی سے ہی ہاتھ دھو بیٹھے گا، بے موت بھی مارا جائے گا ـــــ وہ اقوام و ملل، کہ جن کی تباہیوں اور بربادیوں کی داستانیں قرآنِ مجید میں مذکور ہیں، آج بھی پکار پکار کر زبانِ حال سے کہہ رہی ہیں:

ع دیکھو ہمیں جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو

ہم وہی ہیں کہ لہلہاتے باغوں کے گلچیں، فلک بوس محلات کے مکیں، لذائذِ دنیوی کے آشنا اور زندگی کی تمام راحتوں اور مسرتوں سے شاد کام تھے ـــــ آج اگر ہمارا نام و نشان تک مٹ چکا ہے تو اس کا واحد سبب یہ ہے کہ ہم نے خالقِ حقیقی سے اپنا رشتہ توڑ لیا تھا، ہمارے اعمال نے اس کی خوشنودی و رضا کی بجائے اس کے غضب کو للکارا تھا ـــــ ہم نے توحید کے محل کو چکنا چور کیا تھا اور شرک کے آستانوں کو سجایا تھا ـــــ جس کی

پاداش میں زندگی کی مہلتیں ہم سے اس طرح چھن گئیں کہ زمین و آسمان ہماری حالت پر آنسو تو کیا بہاتے، ان کے درمیان موجود مظاہر قدرت ہی ہمارے شدید دشمن ثابت ہوئے:

"کَمْ تَرَكُوا مِنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝ وَّزُرُوْعٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ ۝ وَّنَعْمَةٍ كَانُوْا فِيْهَا فٰكِهِيْنَ ۝ كَذٰلِكَ وَاَوْرَثْنٰهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ۝ فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ وَمَا كَانُوْا مُنْظَرِيْنَ[1]" (الدخان: ۲۵-۲۹)

——— اور یہ بات محتاجِ وضاحت ہی کہاں ہے کہ اللہ رب العزت سے رشتہ جوڑ لینے کا سب سے مؤثر بلکہ واحد ذریعہ توحید ہے ——— اور اس سے تعلقات کے انقطاع کا بڑا اور واحد سبب اس کی الوہیت میں دوسروں کو شریک کرنا اور اس کے رسولؐ کے بتلائے ہوئے طریقوں سے انحراف کر کے ایجادِ بندہ کو گلے لگا لینا ہے! ——— یاد رکھیے، توحید ہے تو اسلام ہے، اسلام ہے تو مسلمان ہے، مسلمان ہے تو جان ہے ——— اور جان ہے تو جہان ہے! ——— لیکن اگر توحید نہیں تو اسلام نہیں، اسلام نہیں تو مسلمان نہیں، اور اگر مسلمان نہیں تو نہ جان ہے نہ جہان ہے، نہ جان کی امان ہے ——— سچ فرمایا اللہ رب العزت نے،

"وَاللّٰهُ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ!"

مندرجہ بالا سطور میں ہم نے توحید کی اہمیت کو واضح کیا ہے، اصلاحِ احوال کے لیے ایمانی قوتوں کو مہمیز کرنے کی بات کی ہے اور شجرِ اسلام کو سرسبز و شاداب دیکھنے کے لیے جڑوں کی نگہداشت پر زور دیا ہے ——— لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ ہم نے اپنی پوری توجہ صرف جڑوں پر مرکوز کر کے باقی تمام اجزاء سے صرفِ نظر کر لیا ہے ——— یہ محض الزام ہے، حقیقت نہیں! جیسا کہ ہم نے لکھا، اسلام پورے کا پورا توحید ہے ——— اور اسلام کا یہ درخت سارے کا سارا ہماری توجہ کا مرکز و محور ہونا چاہیے ——— جڑوں کی حفاظت کے ساتھ ساتھ اس کے تنے، شاخوں اور پتوں کی حفاظت بھی ضروری ہے، کہ اگر انہیں کاٹ ڈالا جائے تو محض جڑیں کس کام کی؟ یہی وجہ ہے کہ ہم نے عبادات و معاملات، معیشت و معاشرت حقوق و

---

[1] کتنے ہی باغ، چشمے، کھیتیاں اور شاندار محل تھے جو وہ چھوڑ گئے ——— کتنے ہی عیش کے سامان تھے جو دھرے کے دھرے رہ گئے ——— یہ تھا ان کا انجام، اور ہم نے دوسروں کو ان چیزوں کا وارث بنا دیا ——— پھر نہ تو آسمان ان پر رویا اور نہ ہی زمین نے ان کی حالت پر آنسو بہائے اور ذرا سی مہلت بھی ان کو نہ دی گئی۔

فرائض، اخلاق و آداب اور سیاست و جہانبانی وغیرہ مختلف پہلوؤں کی طرف بھی اگرچہ توجہ دی ہے، تاہم ترتیب وُہی ملحوظ رکھی جائے گی جو ایک درخت کی نشوونما کے لیے ضروری ہوتی ہے ___ گویا طریقِ کار میں اختلاف ہے ___ ہم ایمانی قوتوں کو مہمیز کر کے اصلاحِ احوال کے نتائج حاصل کرنا چاہتے ہیں، جیسا کہ سیرتِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہمیں اس سلسلہ میں بھرپور راہنمائی ملتی ہے اور جس کا ذکر ہم اُوپر کر چکے ہیں، لیکن آج اگر اس کے بغیر، اس کو نظر انداز کر کے براہِ راست اصلاح کی توقع کی جا رہی ہے تو ہمارے نزدیک یہ عبث اور بیکار ہے! ___ پہلی صورت میں طریقِ کار کی درستی کے علاوہ اللہ رب العزت کی نصرت و تائید بھی ہمارے شاملِ حال ہو گی، لیکن دوسری صورت میں نہ صرف طریقِ کار غلط اور مبنی بر حماقت ہو گا، کہ نہ تو کوئی عمارت دیواروں اور بنیادوں کے بغیر تعمیر ہو سکتی ہے اور نہ ہی کوئی درخت فضا میں مکمل و معلق ہو کر بعد میں زمین میں جڑیں پکڑتا ہے ___ علاوہ ازیں خدا تعالیٰ سے براہِ راست تعلق قائم کیے بغیر یا اس تعلق کو منقطع کر کے شاہراہِ حیات پر گامزن ہو کر منزل سے ہمکنار ہونا تو درکنار، اس پر پاؤں جما لینا بھی مشکل ہو گا!

آخر میں ہم البتہ اہلِ توحید سے یہ گزارش کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ توحید محض ایک تجریدی تصور نہیں، بلکہ ایک انقلابی عمل ہے ___ یہ عمل جس طرح ایک مومن کی زندگی میں جاری و ساری ہے، اسی طرح پورے اسلامی معاشرہ میں بھی اسے رواں دواں ہونا چاہیے ___ یہ سوچنا ضروری ہے کہ قرونِ اولیٰ کے مسلمان توحید کی دولت سے مالا مال ہوئے تو انقلابِ اسلامی نے صرف سرزمینِ عرب ہی نہیں، پوری دُنیا کی تاریخ کے دھارے موڑ دیے تھے، لیکن آج اگر مطلوبہ مقاصد حاصل نہیں ہو رہے ہے تو اس کی وجہ یہی ہو سکتی ہے کہ ہم نے توحید کو زندگی سے الگ تھلگ ایک خیالی حیثیت دے رکھی ہے جس کا عملی زندگی سے کوئی تعلق نہیں۔ اسلام جب پورے کا پورا توحید ہے تو توحید کا یہ رنگ زندگی کے ہر پہلو میں نظر آنا چاہیے۔ محض عقائد کے چند مظاہر تک اسے محدود رکھنے کا ہی یہ نتیجہ ہے کہ لوگ اس غلط فہمی میں مبتلا ہوئے ہیں کہ "ہم نے توحید کے علاوہ دیگر تمام امور سے آنکھیں بند کر لی ہیں!" ___ ہم نے عرض کیا تھا کہ شرک کی بیماری صرف قبروں اور آستانوں تک محدود نہیں بلکہ ہماری انفرادی اور اجتماعی زندگی کے جملہ شعبوں پر بھی مسلط ہے جن کو مشرف بہ اسلام کرنا ضروری ہے! ___ عائلی نظام ہو یا سماجی

رسوم، اقتصاد و معیشت ہو یا سیاست و اقتدار، نظامِ تعلیم ہو یا دستور و قانون کے تصورات، ان سبھی کے اندر توحید کو روحِ رواں بننا چاہیے، جبکہ حالت یہ ہے کہ کوئی کسی مخصوص امور کے بعض مسائل تک توحید و شرک کے دائرۂ کار کو محدود رکھتا ہے تو کوئی اپنے اقتدار کی جڑیں گاڑنے کے لیے ایوانہائے حکومت کو چیلنج کرنا اصل توحید قرار دیتا ہے ـــــ توحید کا یہ جزوی تصور درست نہیں، چنانچہ سبھی میدانوں میں ان عقائد کو سمونے اور راسخ کرنے کی ضرورت ہے جس کے لیے تحریری، تقریری، تدریسی، تصنیفی، علمی، عملی، جانی اور مالی ہر قسم کی صلاحیتوں کو بروئے کار لانا ناگزیر ہے ـــــ لیکن افسوس کہ اس طرف بالکل توجہ نہیں دی جا رہی ـــــ بالفاظِ دیگر، یہ میدان جس قدر اہمیت کا حامل اور توجہ کا مستحق تھا، اسی قدر اس سے پہلوتہی اختیار کی جا رہی اور اس سے اغماض برتا جا رہا ہے ـــــ حالانکہ توحید کو اگر بعض جزوی مسائل یا زندگی کے مخصوص پہلوؤں تک محدود رکھا گیا تو اس کا مطلب یہی ہو گا کہ ہم جہاں توحید کے صحیح تصور کو پانے میں ناکام رہے ہیں وہاں ہم اس کے تقاضوں سے عہدہ برآ ہونے میں بھی کامیاب نہیں ہو سکے ـــــ جو یقیناً ایک بہت بڑا المیہ ہو گا اور جس کے خطرناک نتائج کا آج ہم تصور بھی نہیں کر سکتے ـــــ یاد رکھیے، اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ دین صرف اسلام ہی ہے ـــــ إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ ـــــ اس کے بغیر کوئی بھی دین قابلِ قبول نہ ہو گا ـــــ وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ ـــــ اور اسلام پورے کا پورا توحید ہے! إِنَّ الْإِسْلَامَ هُوَ التَّوْحِيدُ كُلُّهُ!

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

اکرام اللہ ساجد

حجیتِ حدیث

ردِّ تقلید اور حدیثِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حجتِ شرعیہ ہونے پر فضیلت مآب شیخ ناصر الدین البانی کی مایۂ ناز کتاب۔ ترجمہ: حافظ عبدالرشید صاحب اظہر مدیرِ "محدث" جناب حافظ عبدالرحمٰن مدنی کا گراں قدر، مختصر مگر انتہائی جامع مقدمہ

قیمت ۱۰ روپے ـــــ ملنے کا پتہ

ادارہ محدث، مجلس التحقیق الاسلامی۔ ۹۹۔ جے۔ ماڈل ٹاؤن لاہور